Digitized By Khilafat Library Rabwah

روزنامہ **الفضل** ربوہ
فون: ۴۴۹
(ایڈیٹر) نسیم سیفی
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۷۴/۳۹ | اتوار ۲۱ جمادی الاول ۱۴۰۹ھ، یکم صلح ۱۳۶۸ ہش، یکم جنوری ۱۹۸۹ء | نمبر ۱

اخبارِ احمدیہ

الفضل کے ایڈیٹر اور پبلشر پر ایک اور مقدمہ

ربوہ: ۳۱ فتح (دسمبر) روزنامہ الفضل کے ایڈیٹر محترم مولانا نسیم سیفی صاحب اور پبلشر محترم مسعود احمد خان صاحب دہلوی کے خلاف رسوائے زمانہ احمدیت مخالف آرڈی ننس کی دفعہ ۲۹۸ ۔سی' کے تحت ایک اور مقدمہ درج کر لیا گیا۔ ہر دو بزرگوں نے سیشن جج جھنگ سے ضمانت قبل از گرفتاری کروالی ہے۔ واضح رہے کہ روزنامہ الفضل کی چار سالہ جبری بندش کے بعد دوبارہ جاری ہونے کے ایک ماہ کے اندر یہ دوسرا مقدمہ ہے جو الفضل پر بنایا گیا ہے۔ جس الزام کے تحت دونوں مقدمے بنائے گئے ہیں ان کا جنرل ضیاء الحق کے مارشل لاء دور کے جاری کردہ احمدیت مخالف آرڈی ننس میں بھی کوئی ذکر نہیں یہ مقدمہ مسلم کالونی ربوہ کے مولانا خدا بخش صاحب کی طرف سے درج کروایا گیا ہے۔ ایف آئی آر میں تحریر ہے:

(نقل مطابق اصل)

بخدمت جناب ایس ایچ او صاحب تھانہ ربوہ

جناب عالی!

گزارش ہے کہ روزنامہ الفضل ربوہ مورخہ ۲۹ دسمبر ۱۹۸۸ء میں اسلامی اصطلاحات استعمال کی گئی ہیں۔ مرزائیوں کو مومن اور مرزائیت کو ہدایت سچائی کا پیغام لکھا ہے۔ اور ایک مرتدہ کافرہ کے

باقی صہ پر

کلمہ لگانے پر
ایک سال قید
ایک ہزار روپیہ جرمانہ

ایک مخلص احمدی مکرم افتخار احمد ملہی صاحب کوٹ تارڑ ضلع گوجرانوالہ کو کلمہ طیبہ سینے پر لگانے کے الزام میں ریذیڈنٹ مجسٹریٹ حافظ آباد نے احمدیت مخالف آرڈی ننس کی دفعہ C-298 کے تحت ایک سال قید اور ایک ہزار روپیہ جرمانہ کی سزا دی ہے۔ موصوف کو ایک سال قبل کلمہ طیبہ لگانے کے الزام میں گرفتار کیا گیا تھا سیشن جج نے ضمانت لی تھی اس کے بعد اب سزا سنا کر موصوف کو جیل بھیج دیا گیا ہے۔

اِرشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

(مہمانوں کی ضرورت کے لیے مکان بنواتے کی حاجت ہوئی تو حضور کی تاکید تھی کہ اینٹوں اور پتھروں پر روپیہ خرچ کرنا عبث ہے۔ اتنا ہی کام کرو جس سے چند روزہ زندگی بسر ہو جائے۔ نجار تیر بندیاں اور تختے رندے سے صاف کر رہا تھا۔ حضور نے اسے روک دیا اور فرمایا:)

"یہ محض تکلّف ہے اور ناحق کی دیر لگاتا ہے۔ مختصر کام کرو۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ ہمیں کسی مکان سے کوئی اُنس نہیں۔ ہم اپنے مکانوں کو اپنے اور اپنے دوستوں میں مشترک جانتے ہیں۔ اور بڑی آرزو ہے کہ ایسا مکان ہو کہ چاروں طرف ہمارے احباب کے گھر ہوں اور درمیان میرا گھر ہو۔ اور ہر گھر میں میری ایک کھڑکی ہو کہ ہر ایک سے ہر ایک وقت واسطہ و رابطہ رہے۔"

(تکلفات میں وقت ضائع کرنا حضور کو ناپسند تھا۔ اس کے متعلق حضور نے فرمایا:)

"میرا تو یہ حال ہے کہ پاخانہ پیشاب پر بھی مجھے افسوس آتا ہے کہ اتنا وقت ضائع ہو جاتا ہے یہ بھی کسی دینی کام میں لگ جائے۔ کوئی مشغولی اور تصرّف جو دینی کاموں میں حارج ہو اور وقت کا کوئی حصّہ لے۔ مجھے سخت ناگوار ہے۔ جب کوئی دینی ضروری کام آ پڑے تو میں اپنے اوپر کھانا پینا اور سونا حرام کر لیتا ہوں۔ جب تک وہ کام نہ ہو جائے۔ ہم دین کے لیے ہیں اور دین کی خاطر زندگی بسر کرتے ہیں۔ بس دین کی راہ میں ہمیں کوئی روک نہ ہونی چاہیئے۔"

(لوگوں کو حضور سے گفتگو کرنے میں کمال آزادی تھی اور ہر شخص بلا روک ٹوک حضور سے بات چیت کر سکتا تھا۔ اس بارے میں حضور نے فرمایا:)

"میرا مسلک نہیں کہ میں ایسا تُند خو اور بھیانک بن کر بیٹھوں کہ لوگ مجھ سے ایسے ڈریں جیسے درندے سے ڈرتے ہیں اور مَیں بُت بننے سے سخت نفرت رکھتا ہوں۔ میں تو بُت پرستی کے ردّ کرنے کو آیا ہوں نہ یہ کہ میں خود بُت بنوں اور لوگ میری پُوجا کریں۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ میں اپنے نفس کو دوسروں پر ذرا بھی ترجیح نہیں دیتا۔ میرے نزدیک متکبّر سے زیادہ کوئی بُت پرست اور خبیث نہیں۔ متکبّر کسی خدا کی پرستش نہیں کرتا بلکہ وہ اپنی پرستش کرتا ہے۔"

(حضرت اقدس خلوت کو بہت پسند فرماتے تھے۔ اس بارہ میں فرمایا:)

"اگر خدا تعالیٰ مجھے اختیار دے کہ خلوت اور جلوت میں سے تو کس کو پسند کرتا ہے تو اس پاک ذات کی قسم ہے کہ میں خلوت کو اختیار کروں مجھے تو کشاں کشاں میدانِ عالم میں انہوں نے نکالا ہے۔ جو لذّت مجھے خلوت میں آتی ہے اس سے بجز خدا تعالیٰ کے کون واقف ہے۔ میں قریباً ۲۵ سال تک خلوت میں بیٹھا رہا ہوں اور کبھی ایک لحظہ کے لیے بھی نہیں چاہا کہ دربارِ شہرت کی کرسی پر بیٹھوں۔ مجھے طبعاً اس سے کراہت رہی ہے کہ لوگوں میں مل کر بیٹھوں مگر امرِ آمر سے مجبور ہوں میں جو باہر بیٹھتا ہوں یا سیر کرنے جاتا ہوں اور لوگوں سے بات چیت کرتا ہوں یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے امر کی تکمیل کی بناء پر ہے۔"

(ملفوظات جلد دوم صہ ۵ تا ۸)

Digitized By Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

پبلشر مسعود احمد نے ضیاءالاسلام پریس ربوہ سے چھپوا کر دارالنصر غربی ربوہ سے شائع کیا۔
قیمت: ایک روپیہ پچاس پیسے

یکم صلح ۱۳۶۸ ہش   یکم جنوری ۱۹۸۹ء

نیا سال اور نئے ارادے

زندگی کی ابتدا اور انتہاء تو نہ سال کے آغاز کا لحاظ کرتی ہے نہ اس کے اختتام کا۔ بچے پیدا ہوتے ہیں تو ان کے لئے سال کا پہلا دن مقرر نہیں کیا جا سکتا اور انسان فوت ہوتا ہے تو یہ نہیں کہہ سکتا کہ سال پورا کر کے یعنی سال کے آخری دن فوت ہوگا۔ اور پھر سال کو بھی دیکھا جائے تو کونسا سال۔ قمری سال شمسی سال، ہندوؤں کا سال۔ پارسیوں کا سال۔ اور اسی طرح بیسیوں اور سال۔ لیکن چونکہ عام طور پر یہ شمسی سال (جسے بعض لوگ عیسوی سن بھی کہتے ہیں) ہی زیادہ معروف ہے اس لئے جب یہ سال شروع ہوتا ہے تو اس دن کو ہم سال کا آغاز کہتے ہیں اور جب یہ سال ختم ہوتا ہے تو ہم اسے سال کا آخری دن کہتے ہیں۔ اس لحاظ سے ۱۹۸۸ء ختم ہوگیا ہے اور ۱۹۸۹ء شروع ہوگیا ہے سال کے اختتام پر لوگ سال رفتہ میں ان کامیابیوں اور ناکامیوں کا چارٹ بناتے ہیں۔ سب نہ سہی کچھ لوگ تو بناتے ہی ہیں۔ لکھ کر نہ سہی۔ ذہنی طور پر ہی سہی۔ سوچتے تو ہیں نا۔ اور سال کے شروع ہونے پر آئندہ سال کے پروگرام بناتے ہیں۔ کم لوگ بناتے ہوں گے لیکن بنانا تو سب کو چاہیئے۔ تفصیلی نہ سہی اجمالی ہی سہی کوئی ایک دو باتیں تو سامنے رکھ لینی چاہیئں کہ ہم یہ یہ کریں۔ اور وہ وہ نہیں کریں گے۔

آیئے ہم بھی اس پر غور کریں۔ ہمارے سامنے زندگی کا لائحہ عمل تو موجود ہے ہی۔ مذہب کی تفاصیل لائحہ عمل ہی تو ہیں لیکن پھر بھی اس لائحہ عمل میں سے ایک دو باتیں چن لیں۔ یہ ہم ضرور کریں گے اور خوب زور لگا کر کریں گے۔ اور جن جن باتوں میں ہم کمی محسوس کرتے ہیں انہیں کو لائحہ عمل میں سے لے لیجیے۔ نمازوں میں کمزور۔ نمازوں میں باقاعدگی اور بہتری کا تہیہ کریں۔ درشتی سے بات کرنے والے نرم رویے کا عہد کریں۔ پڑوسی کو نہ جاننے والے پڑوسیوں کے تعلقات کو اس چارٹ میں شامل کریں۔ چندوں میں کمزور سالِ رواں میں چندوں پر زور دیں۔

ہم کیا کہیں۔ آپ خود غور کریں اور نئے سال میں بہتری کے سامان پیدا کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے۔ آمین

نگاہِ شوق کو اپنی بلند کرتا جا
مصیبتوں پہ مصیبت پسند کرتا جا
اُسی کے در پہ سُنی جائے گی تری فریاد
دیارِ غیر کی راہوں کو بند کرتا جا

(ابو الاقبال)

جذباتِ گوہر

بچھڑا ہوا برسوں کا جب ان سے ملا ہوگا
کیا کیا نہ کہا ہوگا کیا کیا نہ سُنا ہوگا

گو ڈوب رہا ہوں میں غیروں سے ہوں مستغنی
جو مجھ کو بچالے گا وہ میرا خدا ہوگا

دل باندھ دیا میں نے دامن میں کسی کے اب
پرواہ نہیں کچھ اس کی اچھا کہ بُرا ہوگا

ہم دور سے آئے ہیں ہم دیر سے بیٹھے ہیں
کچھ نام خُدا دیدے داتا کا بھلا ہوگا

یہ درد بھری زاری خونناب فشاں آنکھیں
روٹھے کو منالیں گی کب تک وہ خفا ہوگا

احساں تیرے بے پایاں یارب میں بہت عاجز
یہ حقِ عبودیّت کس طرح ادا ہوگا

بے چین نہ ہو اے دل بڑھ جائیں گی جب ٹیسیں
یہ دردہی بالآخر ہر دُکھ کی دوا ہوگا

اے یادِ رخِ جاناں سرمایۂ ہر راحت
جو تجھ سے جُدا ہوگا دلبر سے جُدا ہوگا

کوچہ میں ترے آکے فریاد کناں کوئی
دنیا سے سدھارا ہے تونے بھی سُنا ہوگا

انجامِ محبت سے ڈرتا نہیں اے ناصح
ہوگا وہی قسمت میں جو کچھ کہ لکھا ہوگا

وہ طرزِ ستم ان کی یہ حالِ وفا میرا
جس جس نے سُنا ہوگا افسوس کیا ہوگا

حالِ دلِ غم دیدہ پڑھ کر وہ بہت روئے
بے تابی میں کیا جانے کیا میں نے لکھا ہوگا

دل لیجئے حاضر ہے لیکن مجھے یہ ڈر ہے
میرا نہ ہوا جب یہ تو آپ کا کیا ہوگا

رشتہ یہ محبّت کا نازک ہے بہت گوہر
شکوہ کبھی دل میں بھی آیا تو بُرا ہوگا

ذوالفقار علی خان گوہر

Digitized By Khilafat Library Rabwah

حضرت حافظ سیّد مُختار احمدؒ صاحب شاہجہانپوری

(از محترم شیخ محمد احمد صاحب مظہر امیر جماعتہائے احمدیہ ضلع فیصل آباد)

(قسط اوّل)

نام - مختار احمد - تخلص مختارؔ - والد کا نام حافظ سید علی میاں صاحب - قد درمیانہ سے نکلتا ہوا - داڑھی گھنی اور بازیب - چہرہ پُر وقار اور مطمئن - رُومی ٹوپی اوڑھتے اور اچکن اور پاجامہ پہنتے - قرآن کریم نرم آواز میں مخارج کی پابندی سے پڑھتے - لیکن تقریر کرتے وقت آپ کی آواز میں ایک گرج اور کڑک ہوتی تھی - شاہجہانپور کے ایک مشہور عالی خاندان کے فرد تھے اور یہ خاندان معظم اور مکرّم تھا۔

خاکسار کا تعلق حافظ صاحب مرحوم سے ۱۹۲۵ء سے اُن کی وفات تک گہری دوستی اور دلی محبت کا مسلسل رہا - اس لئے مَیں نے انہیں بہت قریب سے دیکھا ہے ۱۹۲۵ء میں مقدمہ (بیت الذکر) شاہجہانپور کی پیروی کے لئے صدر انجمن احمدیہ نے مجھے مامور کیا اور تب سے ہم دونوں میں ایسا توحّد اور توَدُّد پیدا ہوا کہ باید و شاید۔ اور اس کی وجہ حافظ صاحب کی مہربانی اور دوست نوازی تھی۔

حافظ صاحب فنِ شعر میں کامل اور زبان کے بادشاہ تھے - فنِ شعر میں امیر مینائیؒ لکھنوی کے شاگرد تھے اور ہمیشہ اُستاد کا نام بڑے احترام سے لیتے تھے - مَیں نے ہمیشہ اُن کی زبان پر اُستاد کے لئے "جناب امیر" کے الفاظ سُنے - ہمارے طلباء کے لئے اُستادوں کا ادب کرنے میں حافظ صاحب کا یہ طریق قابلِ تقلید ہے۔

جناب امیرؔ کو عام لوگ محض ایک شاعر سمجھتے ہیں - لیکن وہ ایک صاحبِ ارشاد بزرگ تھے - بہت بڑے عالم اور فنِ لغت میں ماہر - اور حافظ صاحب بھی فنِ لغت میں اپنے اُستاد کی طرح بڑی دستگاہ رکھتے تھے - اور الفاظ کے استعمال میں بڑے محتاط تھے اور ہر لفظ کی کُنہ پر نظر رکھتے تھے اور جب تک شعر کی نوک پلک دُرست نہ ہو جائے اس پر مطمئن نہ ہوتے تھے - بعض دفعہ خاکسار سے کسی لفظ کے محلِ استعمال کے متعلق دریافت فرماتے - مجھے کوئی شعر یاد ہوتا تو مثال کے طور پر پیش کر دیتا اور آپ خوش ہوتے۔

حضرت میاں محمد خان صاحب کپورتھلوی کے ایک قریبی رشتہ دار شاہجہانپور میں حافظ صاحب کے پڑوسی تھے - ان کا نام رسالدار میجر عبدالکریم خان تھا - اور وہ وائسرائے کے باڈی گارڈ کے افسر تھے۔

حضرت میاں محمد خان صاحب نے براہین احمدیہ میجر عبدالکریم صاحب کو دی اور انہوں نے کتاب حافظ سیّد علی میاں صاحب کو دے دی - نتیجہ یہ تھا کہ میجر صاحب تو احمدی نہیں ہوئے - لیکن حافظ سید علی میاں صاحب جیسا عالم براہین احمدیہ سے حد درجہ متأثر ہوا اور انہوں نے اور حافظ سیّد مختار احمد صاحب نے بیعت کر لی - یہ ۱۸۹۲ء کے قریب کا واقعہ ہے۔

بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ جس شخص کو کتاب دی جائے وہ تو اس سے فائدہ نہیں اٹھاتا اور یہ سعادت کسی اور شخص کی قسمت میں ہوتی ہے۔

یہی اصول کپورتھلہ کی جماعت میں کارگر ہوا اور یہی سعادت حافظ صاحب اور ان کے والد صاحب کو نصیب ہوئی۔ مخالفت ہوئی اور حافظ سید علی میاں صاحب نے مباحثے اور مناظرے بھی کئے - رفتہ رفتہ شاہجہان پور میں ایک نہایت مخلص اور فدائی جماعت احمدیہ قائم ہو گئی - مَیں نے دیکھا کہ شاہجہانپور کی جماعت کا ہر فرد سلسلہ احمدیہ کے جاں نثاروں میں داخل ہے - اور حافظ صاحب کا ادب اور تعظیم باپ کی طرح جماعت کے احباب بجا لاتے تھے - حاجی عبدالقدیر صاحب مرحوم شاہجہان پوری بڑے تاجر اور ذی ہوش انسان تھے وہ حافظ کو اپنا حقیقی بڑا بھائی سمجھتے تھے - اور حاجی عبدالقدیر صاحب کی اولاد بھی حافظ صاحب کی ہر بات پر لبیک کہتی تھی۔

یو - پی کی جماعتیں عام طور پر حافظ صاحب کی تربیت یافتہ تھیں - چنانچہ حضرت فضلِ عمر نے ایک خطبہ جمعہ میں فرمایا کہ حافظ صاحب یو - پی کی جماعتوں کے لئے ایک ستون ہیں۔

حافظ صاحب کی تمام عمر ۱۸۹۲ء سے روزِ وفات تک جماعت کی خدمت میں بسر ہوئی - بہت وسیع مطالعہ رکھنے والے بزرگ تھے۔ شاہجہان پور میں اُن کے مکان کے اندر ان کی ایک بڑی لائبریری تھی - مخالفین کے لٹریچر اور ان کی ایک دوسرے کے خلاف کفر بازی سے حافظ صاحب پورے باخبر تھے اور وفات تک روزبروز اپنے علم میں اضافہ کرتے رہے - جماعت کے خلاف یا موافق جو رسالہ یا اخبار کچھ لکھتا حافظ صاحب اس سے باخبر رہتے تھے - اور اس پر تنقید و تبصرہ فرماتے - سلسلہ کے لٹریچر کو ہمیشہ زیرِ مطالعہ رکھتے اور حوالہ جات سے آگاہ رہتے ان سے حوالے دریافت کئے جا سکتے تھے -

مطالعہ کا یہ عالم تھا کہ ان کی چارپائی کے اردگرد چاروں طرف کتابیں، رسالے اخبار پڑے ہوتے - نئے سے نیا اخبار ان کے پاس پہنچ جاتا - ملاقاتی جو کثیر تعداد میں ہر روز آپ کے پاس آمد و رفت رکھتے تھے - ان سے بھی حافظ صاحب جماعت کے متعلق نئی سے نئی بات دریافت کرتے تا کہ کوئی بات ان کی نظر سے ڈھکی چھپی نہ رہے - اور وہ اپنے وقت پر کام آئے -

ہزاروں نظمیں لکھیں - بعض طبع ہوئیں اور بعض غیر مطبوعہ رہیں لیکن انہیں اس بات کی کبھی خواہش نہیں ہوئی - کہ ان کا دیوان شائع ہو - خاکسار نے انہیں کئی مرتبہ توجّہ بھی دلائی - مگر ان کی طبیعت نام و نمود سے نہ صرف بے نیاز تھی بلکہ نفور تھی -

اب ان کے ایک عزیز مکرم سید محمد میاں صاحب ایم - اے ساکن نواب شاہ حافظ صاحب کے کلام کو جمع کر رہے ہیں - اور یہ مجموعہ اُردو لٹریچر میں اور فنِ شعر میں انشاء اللہ ایک گرانقدر اضافہ ہو گا -

یاد رہے کہ جناب امیرؔ کے جانشین جلیلؔ مانک پوری ہوئے جو نظام دکن کے اُستاد تھے - اُستاد جلیلؔ کی وفات کے بعد اُن کے جانشین ضمیر حسن صاحب دلّیؔ ہوئے - حافظ صاحب کا شمار جناب امیر کے ان چوٹی کے شاگردوں میں ہے اور تینوں خواجہ تاشوں میں بڑی محبت اور دوستی تھی - اور ایک دوسرے کے قدردان تھے اور آپس میں مراسلت رکھتے تھے -

مقدمہ بیت الذکر شاہجہان پور بڑا محنت طلب تھا - مقدمہ کے اختتام پر حافظ صاحب نے اپنے مکان پر ایک مختصر سا مشاعرہ ترتیب دیا - بہت سے دوست شامل ہوئے اور ضمیر حسن صاحب دلّیؔ بھی اس مشاعرے میں رونق افروز ہوئے۔

حافظ صاحب بہت بڑے ادیب اور شاعر تھے - اور زبانِ اُردو پر بے نظیر دسترس رکھتے تھے - علاوہ ازیں سلسلے کی تاریخ - روایات - لٹریچر اور مخالفین کے لٹریچر پر بھی عبور رکھتے تھے - اس لئے ہماری جماعت کے اکثر مصنّف، مقالہ نگار اور مضمون نویس حافظ صاحب سے استفادہ کرتے تھے - اور بہت سی تصانیف حافظ صاحب کی نظرِ ثانی کی رہینِ منّت ہیں - نظرِ ثانی کرنے میں حافظ صاحب بڑی احتیاط برتتے تھے - جس میں مندرجہ ذیل باتیں مدِّ نظر رکھتے تھے۔

(ا) محاورے اور زبان کا دُرست استعمال - عبارت سلیس اور رواں ہو -

(ب) سلسلے کی روایات اور تاریخ کا لحاظ رکھا جائے -

(ج) کوئی سخت یا دل آزار بات ہو - تو اس کی ترمیم و اصلاح ضرور کرتے -

(د) اس بات کو بھی ملحوظ رکھتے کہ پڑھنے والے پر نفسیاتی لحاظ سے کتاب یا مضمون کا کیا اثر ہو گا -

آپ کی نظر سے گزری ہوئی تحریر ٹکسالی ہو جاتی - ساری عمر اس قسم کی خدمت گوشہ نشینی میں بیماری اور بڑھاپے کے باوجود بطیبِ خاطر بجا لاتے اور کبھی اپنے اس کام کا اظہار کسی جگہ نہ کرتے بے نفسی، بے ریائی، بے نیازی اس شمشیر آبدار کے جوہر تھے۔

مبارک وہ قیدی جو دعا کرتے ہیں تھکتے نہیں - کیونکہ ایک دن رہائی پائیں گے مبارک وہ اندھے جو دعاؤں میں سست نہیں ہوتے کیونکہ ایک دن دیکھنے لگیں گے - مبارک وہ جو قبروں میں پڑے ہوئے دعاؤں کے ساتھ خدا کی مدد چاہتے ہیں - کیونکہ ایک دن قبروں سے باہر نکالے جائیں گے۔ مبارک تم جب کہ دعا کرنے میں کبھی ماندہ نہیں ہوتے

(حضرت اقدس)

Digitized By Khilafat Library Rabwah

اپنے وقت کا جائزہ لیں
اور
آئندہ کیلئے بہتر پروگرام بنائیں

حضرت امام جماعت احمدیہ سیدنا مرزا طاہر احمد صاحب اپنے خطبہ فرمودہ ۲۶ دسمبر ۱۹۸۶ء میں فرماتے ہیں:

ایک سال ختم ہو رہا ہے اور ایک نئے سال کا آغاز ہونے والا ہے...... سال کے آخر پر انسان سوچتا ہے کہ میری عمر کا ایک معین حصہ ختم ہو رہا ہے اور اسی قسم کا ایک معین حصہ سامنے کھڑا ہے اور اگر ہم اس حصہ میں قدم رکھیں گے تو کیا ہو گا؟ ہمیں یہ سال کس طرح ختم کرنا چاہیئے اور آئندہ زندگی کا آغاز کس طرح کرنا چاہیئے حضور نے فرمایا ہر نظام کا سال مختلف ہے اور اس کی سوچ ایک محدود دائرے سے تعلق رکھتی ہے لیکن یہ سال جو جنوری سے شروع ہو کر دسمبر میں ختم ہوتا ہے سب انسانوں کے لئے مشترک ہے۔ اسی لحاظ سے ایک مشترک انسانی ردعمل پیدا ہوتا ہے جہاں تک مادہ پرست قوموں کا تعلق ہے ان کی توجہ کا جو مرکز بنتا ہے اس کا ذکر اس آیت میں کیا گیا ہے (سورۃ الجاثیہ ۲۵) کہ وہ سمجھتے ہیں کہ خدا کوئی نہیں۔ دنیا کی زندگی سوائے عیش و عشرت کے اور کچھ نہیں۔ اس لئے ان کی تمام تر توجہات زندگی کی لذتوں کے حصول کی طرف ہو جاتی ہیں اور ان کا سال اس مرکزی نقطہ پر آ کر ختم ہوتا ہے کہ شرابیں جو پہلے ہم نہیں پی سکے وہ اب پی جائیں۔ جو عیش و عشرت پہلے نہیں کر سکے تھے وہ اب کر لئے جائیں سال ختم ہو رہا ہے اس سال کو ہم شرابوں میں غرق کر دیں اور ڈبو دیں۔ سوال یہ ہے کہ اس موقعہ پر ایک احمدی کو کیا سوچنا چاہیئے اور اس کو یہ آخری دن کیسے گذارنے چاہئیں۔ کیونکہ ہمارا فلسفہ حیات تو ان لوگوں سے بالکل مختلف ہے اس لئے سال کا آخری حصہ ہمیں کس طرح صرف کرنا چاہیئے۔

حضور نے فرمایا دسمبر کا مہینہ جماعت احمدیہ کے لئے ایک خاص اہمیت رکھتا ہے اور اس اہمیت کو اللہ تعالیٰ نے از خود ہم پر اس طرح روشن کر دیا کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی رہنمائی فرمائی کہ دسمبر کی تین تاریخوں (۲۶-۲۷-۲۸) میں سالانہ مذہبی اجتماع کیا کریں۔ چنانچہ اس طرح ان دنوں میں ساری جماعت احمدیہ کی توجہ روحانی، دینی اور علمی امور کی طرف مبذول ہو جاتی ہے۔ ایک عجیب روحانی ماحول ہوتا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ ہماری جماعت ایک مقتدر اور مدبر خدا کے ہاتھ میں ہے اور اس کی زندگی کا ایک مقصد ہے اور اعلیٰ مقاصد کے حصول کے لئے اس کا قیام عمل میں آیا ہے دنیا میں عیش و عشرت کی زندگی بسر کرنا اس کا مقصد نہیں۔ اس لئے ہمیں سال کے آخر میں اور نئے سال کے آغاز میں اس امر کا جائزہ لینا چاہیئے کہ ہم نے اپنے مقصد کی کس حد تک پیروی کی اور کس حد تک اس سال میں اس کی پیروی سے غافل رہے؟ کون سے موجبات ہیں جو ہمیں پیروی سے غافل رکھنے میں کارفرما ہے؟ کون سے ایسے محرکات ہیں جن کے نتیجے میں ہم پہلے سے زیادہ تیز رفتاری کے ساتھ آگے بڑھ سکتے ہیں۔ یہ جائزہ ہونا چاہیئے۔ یہ جائزے انفرادی بھی ہونے چاہئیں اور اجتماعی بھی ہونے چاہئیں۔ جہاں تک اجتماعی جائزے کا تعلق ہے آج سے لے کر سال کے آخر تک ساری دنیا میں مجالس عاملہ اس معاملہ پر غور کریں کہ ہم نے اس سال میں کیا کھویا ہے کیا پایا ہے؟ ہم سے کون سی ایسی غلطیاں ہوئیں جو وہ قومیں کیا کرتی ہیں جن کا قدم موت کی طرف رواں ہو۔ کونسے ہم نے ایسے کام کئے جو زندہ قوموں کے اسلوب ہوا کرتے ہیں۔ کس طرح غلطیوں سے بچنا چاہیئے، اور کس طرح اچھی باتوں کی طرف پہلے سے زیادہ توجہ کرنی چاہیئے۔ جماعت کی کل تعداد کا جائزہ لینا۔ جو تحریکات مظاہر قدرت ثانیہ نے کی ہیں جو اس وقت واجب العمل ہیں ان کا جائزہ لینا کہ ان سے کس حد تک استفادہ ہوا اور ان کو کس حد تک ہم نے فراموش کر دیا اور اس حوالے سے آئندہ نئے سال کا ایک معین پروگرام مرتب کرنا چاہیئے۔

حضور نے فرمایا کہ زندہ باشعور قوم کا سال کے آخر پر یہ ردعمل ہوتا ہے اور سال کے آغاز پر اس پروگرام کو بڑی محنت اور توجہ اور دعا کے ساتھ رائج کرنا اور اس کو عمل کی دنیا میں ڈھالنا بھی زندہ اور باشعور قوم کا کام ہے۔

انفرادی طور پر ہر شخص کا محاسبہ الگ الگ ہو گا کئی ایسے لوگ بھی ہوں گے جنہوں نے گذشتہ سال اپنے نئے سال کا آغاز کرتے ہوئے کوئی نیک ارادہ باندھا ہی نہیں ہو گا...... ایسے لوگوں تک اگر میری آواز پہنچے تو ان کو نئے سال کا آغاز کرنے سے پہلے اپنے اس سال کا اس نقطہ نگاہ سے جائزہ لینا چاہیئے کہ سارا سال کون سی ایسی بدیاں تھیں جن سے وہ غافل رہے اور کونسی ایسی نیکیاں ہیں جنہیں وہ اختیار کر سکتے تھے لیکن نہیں کیا۔ نظام جماعت میں ان کا کیا مقام ہے۔ خدمت کے کون سے مواقع تھے جو انہوں نے ضائع کئے ہیں۔ کس حد تک وہ تحریکات پر عمل کرتے رہے ہیں اور آگے بڑھنے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ کس حد تک ان کا وجود جماعت کے لئے مفید رہا ہے اور کس حد تک وہ بنی نوع انسان کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے میں کامیاب رہے ہیں یا اپنی اولاد کو خدا کی طرف متوجہ کرنے میں کامیاب رہے ہیں۔

حضور نے فرمایا یہ جائزہ الگ الگ ہو گا لیکن جس امر کی طرف میں متوجہ کرنا چاہتا ہوں وہ سب کے لئے مشترک ہے اور وہ یہ ہے کہ کس حد تک ہم نے اپنے وقت کو ضائع کیا ہے اور کس حد تک ہم نے اپنے وقت کی بالارادہ قیمت وصول کرنے کی کوشش کی اگر اس سوال کو ہر کوئی اپنے نفس سے پوچھے تو یہ جواب پا کر حیران ہو گا کہ میں نے اپنے وقت کو سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کی۔ کبھی سوچا بھی نہیں کہ میرے وقت کی قیمت کیا ہے؟ اس پہلو سے ایک بات سامنے آتی ہے کہ ہم اپنے پروفیشن (پیشے) سے بچے ہوئے وقت کو ضائع کر دیتے ہیں اور نیک مقاصد پر اس کو خرچ نہیں کرتے اس لئے گذشتہ سال جو آپ نے بہت سا وقت ضائع کیا اور اپنی اگلی نسلوں کو بھی اس سمت دھکیلا ہے جہاں سے آپ ان کو بلانا بھی چاہیں گے تو واپس نہیں لا سکیں گے۔ اس کی بجائے آئندہ نئے سال میں ایک باشعور بالغ نظر قوم کے انداز میں اپنے وقت کا جائزہ لیں اور آئندہ کے لئے بہتر پروگرام بنائیں۔

حضور نے فرمایا وقت کے ضیاع کیلئے بڑی لعنت ٹیلی ویژن ہے جس میں بہت زیادہ وقت ضائع ہو جاتا ہے اس میں ایسے پروگرام بھی آتے ہیں جن کا رجحان مادی فلسفہ حیات کی طرف ہے کہ زندگی سوائے عیش و عشرت کے اور کچھ نہیں ...... ٹی وی کی وجہ سے لوگ مطالعہ سے غافل ہو گئے ہیں اور بہت سے ایسے جرائم ہیں جو براہ راست ٹی وی سے سیکھے جاتے ہیں اس کے علاوہ عبادتوں پر بھی بد اثرات پڑتے ہیں ٹی وی کی وجہ سے مذہبی مطالعہ اگلی نسلوں کے لئے بڑی مشکل بات بن گئی ہے اس کے علاوہ مذہبی۔ تمدنی نقصانات کا بھی حضور نے بڑی تفصیل سے ذکر فرمایا.....

خطبہ کے آخر میں حضور نے فرمایا آپ نے چونکہ دنیا کو آزاد کرانا ہے اس لئے یہ بہت ہی بڑی ذمہ داری ہے آپ پر کہ اس لحاظ سے اپنے گذشتہ سال کا جائزہ لیں کہ آپ نے اور آپ کے بچوں نے اپنے آپ کو مغربیت سے آزاد رکھنے کی کس حد تک کوشش کی ہے اور آئندہ کے لئے پروگرام مرتب کریں اور پھر زندگی کی جائز لذتیں حاصل کریں لیکن اپنے وقت کو ضائع نہ ہونے دیں اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بقیہ: الفضل پر مقدمہ

لیے دعا مغفرت اور مرحومہ کا لفظ لکھا گیا ہے۔ ان الفاظ سے قادیانیوں نے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کیا اور جرم کا ارتکاب کیا۔ لہذا استدعا ہے کہ الفضل کے ایڈیٹر نسیم سیفی اور پبلشر مسعود احمد کے خلاف ۲۹۸-سی کے تحت کارروائی کی جائے

مولانا خدا بخش مسلم کالونی ربوہ
ضلع جھنگ ۲۹/۱۲/۸۸ - ۲ بجے دن"

(اس کے بعد کارروائی پولیس کی تفاصیل درج ہیں)

نمبر ۲۳۲ — ۱۰۷۹۰۸ تھانہ ربوہ
ضلع جھنگ
تاریخ ۲۹ دسمبر ۱۹۸۸ء سپیشل رپورٹ

گمشدہ دستاویزات

میرے تعلیمی سرٹیفکیٹ و دیگر قیمتی سندات بیت اللطیف دارالصدر ربوہ سے بطرف رحمت بازار دارالرحمت وسطی آتے ہوئے کہیں گر گئے ہیں۔ جن کو ملیں درج ذیل پتہ پر پہنچا دیں۔

بشریٰ بیگم بنت مرزا الطاف الرحمٰن ایڈووکیٹ
ننکانہ صاحب حال ۱/۱۵ دارالرحمت وسطی ربوہ

Digitized By Khilafat Library Rabwah

الفضل حضرت بانی سلسلہ کا ایک بازو ہے

(رقم فرمودہ حضرت میر محمد اسحٰق صاحب)

اس مضمون میں جن بزرگوں کا ذکر کیا گیا ہے وہ اپنے فرائض اور ذمہ داریاں ادا کر کے اللہ کو پیارے ہو چکے ہیں مگر جماعت میں اہل علم اہل قلم حضرات پہلے سے کہیں زیادہ ہیں۔ ان کی خدمت میں پرزور اور نہایت ضروری امر بادب پیش کیا جاتا ہے۔ (یہ مضمون الفضل میں پہلی بار ۱۹۳۶ء میں شائع ہوا اور اس کے بعد ۱۹۶۲ء میں اسے دوبارہ شائع کیا گیا ——— (ایڈیٹر)

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرمایا کرتے تھے کہ "الحکم" اور "بدر" ہمارے دو بازو ہیں۔ "بدر" کا جانشین "الفضل" ہے پس ہمارا فرض ہے کہ "الفضل" کو جو "بدر" کا جانشین ہے وہی پوزیشن دیں جو حضور نے "بدر" کے لئے تجویز فرمائی تھی۔ یعنی اسے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا بازو سمجھیں۔ لیکن بازو میں اگر طاقت نہ ہو۔ تو کیسی تکلیف دہ بات ہے۔ اس لئے ہمیں یہ بھی کوشش کرنی چاہیئے کہ الفضل حضور کا تندرست بازو ہو۔ اور اس بازو کی تندرستی یہ ہے کہ ہم اسے اعلیٰ سے اعلیٰ مضامین سے طاقتور بنائیں اور وہ واقعہ میں ایسا ہو جائے کہ صحیح معنوں میں حضور کا بازو کہلا سکے۔ اور ایسی اعلیٰ پوزیشن حاصل کرے کہ اسے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا بازو کہتے ہوئے ہم شرم محسوس نہ کریں۔

پس ہم سب کو جو احمدی کہلاتے ہیں اور حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے زور بازو کی کمائی ہیں اپنے محسن کی طاقت برقرار رکھنے کی پوری کوشش کرنی چاہیئے۔ لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ ہم "الفضل" کو محض ایک اخبار اور کاغذات کا مجموعہ نہ سمجھیں بلکہ ہم اپنے تصور میں اسے سچ مچ حضور کا گوشت پوست والا بازو متصور کریں اور پھر خیال کریں کہ اگر قادیان سے آواز آئے کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے بازو کی طاقت کم ہو رہی ہے اور ڈاکٹروں کی رائے ہے کہ اس میں تندرست انسانی خون داخل کرنے کی ضرورت ہے اس لئے ہر احمدی اس کے لئے تیار رہے۔ پھر خود ہی تصور کرو تو تمہیں چین سے لندن اور لندن سے امریکہ تک کے احمدی بے انتہا شوق اور جوش سے ——— دیوانہ وار آگے بڑھتے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے نظر آئیں گے۔ کہ خدا کے لئے ہماری حبل الورید کھول کر ہمارے خون کا آخری قطرہ تک حضور کے بازو میں داخل کر دو اور جلدی کرو۔ کہ کسی طرح وہ زندہ اور ہم مردہ۔ وہ موجود اور ہم معدوم ہو جائیں۔ اس تصور کے لئے ایک میدان فرض کرو۔ اور پھر لاکھوں احمدیوں کا ایک جم غفیر قائم کرو۔ اور پھر ان کے ایک دوسرے سے بڑھنے کا نظارہ آنکھوں کے سامنے لاؤ۔ پھر ان کے رونے اور چلانے کی آوازیں اپنے کانوں سے سُنو۔ اور پھر دیکھو کہ ایک بیٹا اپنے باپ کو پیچھے ہٹا کر کہتا ہے۔ کہ ابّا خدا کے لئے یہ سعادت مجھے حاصل کرنے دو۔ کہ میں اپنا خون حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے بازو کو دے کر اپنے اور اپنے تمام خاندان کیلئے باعث صد فخر اور اپنی اور اپنی سات پشتوں کے لئے موجب صد مغفرت بنوں۔ مگر باپ رو کر کہتا ہے کہ بیٹا تو میرا لختِ جگر اور نور چشم ہے۔ مجھ بابر کا تو ہمایوں ہے۔ میں سب کچھ تجھ پر نثار کرنے کے لئے تیار ہوں۔ مگر بیٹا اس سعادت میں ایثار کی گنجائش نہیں۔ یہاں تو مجھے ہی تو آگے جانے دے اور دیکھ بیٹا مجھے پیچھے دھکیل کر تو آگے نہ بڑھ دیکھ میں بوڑھا ہوں مجھے کب ایسے سعادت اندوز موقعے مل سکتے ہیں۔ تو جوان ہے بہت ممکن ہے کہ کسی اور خدمت کا تجھے موقعہ میسر آ جائے۔ پھر تم دیکھو گے کہ وہ مخدرات جن کے سایہ پر بھی غیر محرموں کی نظر نہیں پڑی منہ کھولے سر کے بال بکھیرے حشر کے میدان سے بھی زیادہ گھبراہٹ سے دیوانہ وار دوڑتی ہوئی آگے بڑھ کر رو رو کر اور خدا کا واسطہ دے دے کر کہہ رہی ہیں کہ مردو تم تو ہمیشہ خدمتیں اور قربانیاں کرتے ہی ہو اس خدمت کا تو خدا کے لئے ہمیں ہی موقعہ دو۔ اور ہمارے خون سے ہمارے ہاں ہمارے مُنجی کے بازو کی طاقت کو قائم ہونے دو۔

کیا شاندار نظارہ اور عشق کا کتنا عالی شان مظاہرہ ہے۔ مگر کیا اس نظارہ اور اس مظاہرہ پر ہم مطمئن ہو سکتے ہیں۔ جبکہ گوشت اور پوست کے لئے تو ہم سب کچھ نثار کر دیں۔ مگر آپ کے منصب اور رہنمائی کا بازو کمزور کیا خشک بھی ہونے لگے۔ تو ہم ٹس سے مس نہ ہوں۔ کیا ہم جسم کو پال کر اور روح کو پامال کر کے کچھ مانیں اور کچھ نہ مانیں کا مصداق نہ بن جائیں گے۔ افسوس ہے کہ میں مدت سے دیکھتا ہوں کہ الفضل کے دن رات کام کرنے والے عملہ کے سوا باستثنار ایک دو بزرگوں کے عموماً غیر معروف اصحاب ہی الفضل میں مضامین لکھتے ہیں مگر وہ لوگ جو سلسلہ کی رُوح رواں ہیں اور جو اپنے تقویٰ اپنے علم اپنی وجاہت اپنے تمدن اپنے تمول اپنے عہدہ اپنے خطاب اپنے منصب جلیلہ اپنے پیشہ کے کمال کی رو سے خدا تعالیٰ اور دنیا دونوں کی نظر میں ممتاز ہیں۔ ان میں سے شاذ و نادر والنادر کالمعدوم ہی کسی نے "الفضل" کے لئے کبھی قدم اُٹھایا ہو تو اُٹھایا ہو۔ شائد وہ چاہتے ہیں کہ الفضل کے لئے مضمون نہ لکھنے کے وصف میں بھی وہ اوروں سے ممتاز ہیں۔ رہا "الفضل" کا عملہ جو میری رائے میں اسے تو الفضل کے لئے آمدہ مضامین کی ترتیب دینے، لوگوں سے مضمون حاصل کرنے اور اخبار کو اعلیٰ سے اعلیٰ دیدہ زیب بنانے کے لئے ہی وقف کر دینا چاہیئے۔ کہ ان کو مصروف و منہمک رکھنے کے لئے یہی کام کافی سے زیادہ ہے لیکن مضمونوں کے، لکھنے کا بار بھی عملہ پر ہو تو دو یا تین شخص کس طرح نیا سے نیا رنگ پیدا کر سکتے ہیں۔ پس میں اس مضمون کے ذریعہ تمام ان احمدی دوستوں سے جنہیں خدا تعالیٰ نے کسی نہ کسی رنگ میں دوسروں پر فوقیت و برتری دی ہے عرض کرتا ہوں کہ وہ اپنی سابقہ کوتاہیوں کی تلافی فرمائیں۔ بات کچھ بھی نہیں صرف توجہ اور چند منٹوں کی فرصت نکالنے کی ضرورت ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ کیا اخبار الفضل کو اس امر کی ضرورت نہیں کہ سر محمد ظفر اللہ خاں اپنی غیر معمولی قابلیت اپنے وسیع اور متعدد سفروں کے تجارب اپنی عام واقفیت اور اپنے عالمانہ دماغ سے جہاں ملک و ملت کی تائید میں روز و شب زبردست سے زبردست تقریریں کرتے ہیں وہاں الفضل کے صفحات قرطاس پر دین کی تائید میں بھی کبھی کبھی کچھ لکھ دیا کریں یا کیا شیخ بشیر احمد اور سلسلہ کے دوسرے بیسیوں وکلاء کا فرض نہیں ہے کہ وہ دین فطرت کی تعزیرات۔ ورثہ اور قوانین مالی و دیوانی کی برتری۔ دنیا کے تمام دوسرے قانونوں پر ثابت کرنے کے لئے اپنے قلم کو جنبش دیں یا کیا الفضل اس امر کا خواہش مند نہیں کہ قاضی محمد اسلم ایم اے جو کیمبرج سے فلسفہ کا دریا پی کر آئے ہیں اپنے علم کی کوئی چھینٹ الفضل کے صفحات پر بھی ڈالیں۔ اور اس طرح احمدیت کے فلسفہ کو یونان کے پرانے اور جرمن و انگلستان کے نئے فلسفہ پر فائق ثابت کریں۔ یا کیا الفضل کو اس بات کا بجا شکوہ نہیں ہو سکتا کہ سید محمد اسحٰق دن بھر فضولیات میں لگا رہتا ہے۔ مگر اسے یہ توفیق نہیں ملتی کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے بازو کی تقویت کے لئے قلم ہاتھ میں پکڑنے کی تکلیف بھی گوارا کرے۔ حالانکہ وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ اس کا گوشت اور پوست روح اور جسم دل اور دماغ یعنی اس کا سب کچھ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے احسانوں کے نیچے دبا ہوا ہے۔ کیونکہ اگر خدا تعالیٰ کا فضل حضور کی دعاؤں کے ذریعہ ظاہر نہ ہوتا اور انی احافظ کل من فی الدار کے موعود الدار میں اس کی رہائش نہ ہوتی۔ تو آج سے تیس سال قبل وہ طاعون سے ہلاک ہو چکا ہوتا۔ اور آج اس کی قبر کو بھی کوئی نہ جانتا اور وہ پوری طرح سے

میں تو مر کر خاک ہوتا گر نہ ہوتا تیرا لطف
پھر خدا جانے کہاں یہ پھینک دی جاتی غبار

کا مصداق ہوتا۔

پس ایسے احسان فراموش سے "الفضل" کو شکوہ نہ ہو تو اور کس سے ہو۔ پھر کیا الفضل اس امر کا متمنی نہیں کہ احمدی اطباء اور ڈاکٹر اپنے علم سے اس کے صفحات کو دلچسپ بنا کر اسے

Digitized By Khilafat Library Rabwah

لوگوں کے لئے باعث کشش کر دیں۔ اور ڈاکٹر شاہنواز کے طریق تحقیق کو قدرے اختصار سے اختیار کر کے علم طب کی رو سے (دین حق) کی برتری اور فوقیت اور حقانیت دوسرے مذاہب پر ثابت کرنے کی کوشش کریں۔ یا کیا ہمارے قابل ڈاکٹر اور لائق حکیم نہایت نافع اور مجرب نسخے سادہ اور سہل طریق علاج اور مفید طبی مشورے دیکر ہمارے جسموں کو اگر درست رکھنے کی کوشش کریں تو یہ غیر مناسب ہوگا؟ پھر کیا الفضل کے صفحات ہمارے سلسلہ کے مفتیوں کے فتوے چھاپنے سے انکار کر رہے ہیں کہ؟

- - - - - - - - - - - - - -

- - - - - - - - - - - - - -

- - - - - - - - - - - - - -

- - - - - - - - - - - - یا کیا "الفضل" اعلان کر چکا ہے کہ وہ کسی احمدی تاجر کے تجربات یا کسی احمدی صناع کے مفید مشورے چھاپنے سے معذور ہے؟ یا کیا سیاست سے واقف احمدی اہل قلم مولوی محمد الدین اور ملک غلام فرید اس امر سے شرماتے ہیں کہ کہیں ان کے مضمون پڑھ کر "الفضل" کے ناظرین سیاست سے آگاہ نہ ہو جائیں یا کیا جماعت کے اہل تقویٰ اور اہلِ ورع جماعت کی اصلاح سے مایوس ہو چکے ہیں کہ وہ الفضل کے ذریعہ نہ امر بالمعروف کرتے ہیں اور نہ نہی عن المنکر یا کیا ہمارے بیسیوں مربی مضمون نہ لکھنے کا روزہ رکھ کر خدا سے عہد کر چکے ہیں کہ الٰہی ہماری پچھلی بھول چوک معاف فرما آئندہ توبہ ہے جو قلم ہاتھ میں لیں یا کیا ہمارے شاعر شعر کہنے سے تائب ہو چکے ہیں کہ مہینوں گذر جاتے ہیں مگر "الفضل" کے صفحات کلام موزوں سے مرصع نظر نہیں آتے کیا ان کے لئے درثمین مشعلِ راہ کا کام نہیں دیتی۔

غرض کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ ہمارے اہل وجاہت اہل تقویٰ۔ اہلِ سیاست اہل حکومت۔ اہلِ مرتبہ۔ اہل دین اہل مال۔ اہلِ حکمت اہلِ شعر۔ اہل علم حضرات "الفضل" کے کالموں میں کچھ نہیں لکھتے پس میں جو ان سب مذکورہ بالا اہلیتوں سے نااہل ہوں۔ ان سب اہلیت والوں کی خدمت میں بڑے ادب سے عرض کرتا ہوں کہ وہ اپنی توجہ اس طرف منعطف فرمائیں۔ اور میٹھی زبان شیریں الفاظ سادہ عبارت میں ہر شخص کی سمجھ میں آجانے والے مختصر نوٹوں اور مضمونوں کے ذریعہ اپنے تجارب اپنے علوم، اپنے معارف، اپنے شعر، اپنے نکتے، اپنی تشریحیں، اپنی کہاوتیں اپنی حکایتیں اپنے موتی اپنے لعل اور اپنے جواہرات "الفضل" کے صفحات پر بکھیر دیں۔ اور حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے اس بازو کو ایسا تندرست اور قوی اور اتنا مضبوط کر دیں کہ اس کا ایک ایک نمبر ایک بلا ہی دنیا کو فتح کرنے والا ہو۔

اس لئے اے احمدی عالمو، ادیبو، مصنفو، سیاست دانو، وجاہت والو، عہدہ دارو، منصب جلیلہ پر فائز ہونے والو اور اے وکیلو، ڈاکٹرو، تاجرو پیشہ ور صناعو اور موجدو یعنی مختلف کاموں کے اہلو اور ہاں میری طرح بعض نا اہلو:۔

"الفضل" کو حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کا بازو سمجھ کر اسے مضبوط کرو اور اگر وہ کمزور ہونے لگے تو اپنے خون سے اسے قوی اور طاقت ور بناؤ نیز اسے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا لہلہاتا چمن اور سرسبز باغ تصور کر کے اپنی قلموں کے پانی سے اس کی آبپاشی کرو کہ یہی روحانی لڑائی اور یہی شیطان سے آخری جنگ ہے اور اسی کا نقشہ حضور نے یوں کھینچا ہے ؎

سیف کا کام قلم سے ہے دکھایا ہم نے

خدا تعالیٰ پر یقین

"جو لوگ صدقِ دل اور اخلاص کے ساتھ صحت نیت اور پاک ارادہ اور سچی تلاش کے ساتھ ایک مدت تک ہماری صحبت میں رہیں تو ہم یقیناً کہہ سکتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اپنی تجلیات کی چمکار سے ان کی اندرونی تاریکیوں کو دور کر دے گا اور انہیں ایک نئی معرفت اور نیا یقین خدا پر پیدا ہوگا اور یہی وہ ذریعے ہیں جو انسان کو گناہ کے زہر کے اثرات سے بچا لیتے ہیں اور اس کے لئے تریاقی قوت پیدا کر دیتے ہیں یہی وہ خدمت ہے جو ہمارے سپرد ہوئی ہے اور اسی ایک ضرورت کو میں پورا کرنا چاہتا ہوں جو انسان اس زنجیر اور قید سے نجات پانے کی محسوس کرتا ہے جو گناہ کی زنجیریں ہیں۔ اسے اسی طریق پر نجات ملے گی۔ پس اگر کوئی قصے کہانیوں کو ہاتھ سے پھینک کر اور ان وہمی حیلوں اور خیالی ذریعوں کو چھوڑ کر کہ کسی کی خودکشی بھی گناہ سے بچا سکتی ہے صدق اور اخلاص سے یہاں رہے گا تو وہ خدا تعالیٰ کو دیکھ لے گا اور خدا تعالیٰ کو دیکھ لینا ہی گناہ پر موت وارد کرتا ہے"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۲۰)

اطلاعات و اعلانات

تقریب شادی

مکرم شمس الدین صاحب ابن مکرم احمدین صاحب مرحوم کارکن وکالت تبشیر ربوہ کی شادی نسرین اختر صاحبہ دختر مکرم محمد رمضان صاحب کے ہمراہ ۲ دسمبر ۱۹۸۸ء کو بخیر و خوبی انجام پذیر ہوئی۔

مورخہ ۲ دسمبر ۱۹۸۸ء کو بارات شمس الدین صاحب کے گھر واقع دار النصر وسطی ربوہ سے ۳ بجے سہ پہر روانہ ہو کر ملک محمد رمضان صاحب کے گھر واقع دار الرحمت شرقی (د) پہنچی۔ جہاں پر مکرم مولوی محمد صدیق صاحب ایم اے انچارج لائبریری نے نکاح پڑھایا اور رشتہ کی کامیابی کے لئے دعا کروائی۔ اسی روز شام چھ بجے بارات واپس لوٹی۔ اگلے روز مکرم شمس الدین صاحب نے اپنے گھر دعوتِ ولیمہ کا اہتمام کیا جس میں بزرگانِ سلسلہ اور دیگر احباب نے شرکت کی۔

احبابِ جماعت سے اس رشتہ کے ہر لحاظ سے بابرکت اور مثمر بالثمرات ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(عبد السلام انجم کارکن وکالت تبشیر)

تلاش گمشدہ

★ ایک ضروری کاغذات کی فائل دارالعلوم شرقی سے گولبازار آتے ہوئے سائیکل سے گر گئی ہے اگر کسی دوست کو ملے تو مجھے یا ضیاء الرحمٰن صاحب وقف جدید کو پہنچا کر ممنون فرمائیں۔

(رانا منیر احمد دارالعلوم شرقی ربوہ)

★ 26.12.88 بروز پیر صبح کے وقت دارالعلوم جنوبی سے گولبازار کو جاتے ہوئے موٹر سائیکل پر سے ایک بڑا بیگ گہرے سبز رنگ کا گر گیا ہے اگر کسی صاحب کو ملے تو مندرجہ ذیل پتہ پر پہنچا کر شکریہ کا موقع دیں۔

(رفیق سائیکل ورکس ریلوے روڈ ربوہ)

پتہ درکار ہے

محترمہ شمشاد اختر صاحبہ زوجہ مکرم افتخار احمد صاحب ۱۹۸۰ء میں ۳ اکبر ہسپتال روڈ کراچی نمبر ۱ میں رہتی تھیں جواب ترک سکونت کر کے کہیں اور چلی گئی ہیں۔ اگر خود پڑھیں یا کسی کو ان کے بارہ میں علم ہو تو دفتر نظارت بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے

(دفتر نظارت بہشتی مقبرہ ربوہ)

عناوین مقالہ

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ صد سالہ جشن تشکر کے موقعہ پر ایک انعامی مقالہ نویسی کا مقابلہ کروا رہی ہے۔ اس کے لئے درج ذیل عناوین مقرر کیے گئے ہیں:

(۱) قرآن کریم اور سائنس

(۲) گزشتہ سو سال میں دنیا میں ابھرنے والی مذہبی تحریکات اور ان کا تقابلی جائزہ۔

(۳) شہدائے احمدیت

(۴) دینِ حق کی نشاۃ ثانیہ میں جماعت احمدیہ کا کردار

مقالے کے الفاظ پندرہ سے بیس ہزار تک ہوں۔

مقالہ مرکز میں پہنچنے کی آخری تاریخ ۳۱ جولائی ۱۹۸۹ء ہے۔

مقالہ نویس ۱۵ جنوری تک بنام قائد صاحب مجلس کی وساطت سے قائد صاحب ضلع کو رجسٹر کرا دے۔

(مہتمم تعلیم مرکزیہ)

دعائے مغفرت

★ خاکسار کی خالہ محترمہ امۃ السلام بیگم بنت مکرم ملک علی بخش صاحب (رفیق حضرت اقدس) بتاریخ ۷ دسمبر ۱۹۸۸ء بقضاء الٰہی وفات پا گئی ہیں۔ مرحومہ نیک سیرت احمدیت کی فدائی پابند صوم وصلوٰۃ اور غریب پرور خاتون تھیں۔ احباب جماعت سے مرحومہ کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(فہمیدہ خانم اہلیہ ملک خالد محمود لاہور)

ماہنامہ محور کراچی

کراچی سے ایک خوبصورت دیدہ زیب رسالہ محور ملا ہے۔ مضامین کا تنوع رسالہ کی دلچسپی کا ضامن ہے۔ سیاسی و ادبی مضامین کے علاوہ کھیلوں اور فلموں کے متعلق بھی معیاری مضامین شامل اشاعت ہیں ان سارے امور کے ساتھ ساتھ مذہب کی اہمیت کو بھی نظر انداز نہیں ہونے دیا گیا۔ محمد اشرف ناصر کا "اب کسے رہنما کرے کوئی" کے عنوان سے ایک نہایت حقیقت افروز مضمون بھی پرچہ کی زینت ہے۔

Digitized By Khilafat Library Rabwah

سالِ نو مبارک

ہر قسم کے

- پلاسٹک پول سائنز
- **PLASTIC POOL SIGNS**
- پلاسٹک فیس سائنز
- **PLASTIC FACE SIGNS**
- پلاسٹک ڈیلرز سائنز
- *Plastic Dealers Signs*

کیلئے ہم سے رجوع فرمائیں

میسرز

الائیڈ ایڈورٹائزنگ (پرائیویٹ) لمیٹڈ

104- الفلاح بلڈنگ شاہراہ قائداعظم لاہور

نمبر: 301805 / 301806

Digitized By Khilafat Library Rabwah

اپنے علم کی بڑائی میں رسائل و اخبار کو معمولی نہ سمجھو

خصوصیاتِ سلسلہ کے لحاظ سے الفضل اور مصباح کا مطالعہ ضروری ہے

سیدنا حضرت فضلِ عمر کی خیال افروز تصریحات

"اس زمانے میں تعلیم کے متعلق بہت سی آسانیاں پیدا ہو گئی ہیں۔ اس سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ سب سے آسان ذریعہ کتاب ہے۔ یا تازہ اخبار کا مطالعہ۔ ہفتہ واری یا دوسرے اخبار گو مفید ہوتے ہیں۔ مگر اس سے معلومات روزانہ اخبار کی طرح نہیں ہو سکتے۔ میرے پاس ۵ روزانہ اخبار پندرہ سولہ رسالے آتے ہیں ..... رسالوں سے زیادہ اخباروں میں معلومات ہوتی ہیں۔ علم کی ترقی خبروں سے ہوتی ہے نہ کہ مضمونوں سے ..... خصوصیاتِ سلسلہ کے لحاظ سے یہاں کے اخباروں میں سے دو اخبار الفضل اور مصباح کا مطالعہ ضروری ہے اس سے نظامِ سلسلہ کا علم ہو گا۔ بعض لوگ اس وجہ سے ان اخباروں کو نہیں پڑھتے کہ ان کے نزدیک ان میں بڑے اور اونچے مضامین ہوتے ہیں۔ ان کے سمجھنے کی قابلیت ان کے خیال میں ان میں نہیں ہوتی۔ اور بعض کے نزدیک ان میں ایسے چھوٹے اور معمولی مضامین ہوتے ہیں کہ وہ اسے پڑھنا فضول خیال کرتے ہیں۔ یہ دونوں خیالات غلط ہیں۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ کے متعلق یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ان سے کسی نے پوچھا کہ آپ کو کبھی کوئی لائق استاد بھی ملا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ مجھے ایک بچے سے زیادہ کوئی نہیں ملا۔ اس نے مجھے ایسی نصیحت کی کہ جس کے خیال سے میں اب بھی کانپ جاتا ہوں۔ اس بچے کو بارش اور کیچڑ میں دوڑتے ہوئے دیکھ کر میں نے اس سے کہا میاں کہیں پھسل نہ جانا اس نے جواب دیا امام صاحب میرے پھسلنے کی فکر نہ کریں اگر میں پھسلا تو اس سے صرف میرے کپڑے ہی آلودہ ہوں گے مگر دیکھیں کہ کہیں آپ نہ پھسل جائیں۔ آپ کے پھسلنے سے ساری امت پھسل جائے گی۔ پس تکبر مت کرو۔ اور اپنے علم کی بڑائی میں رسائل اور اخبار کو معمولی نہ سمجھو۔ قوم میں وحدت پیدا کرنے کیلئے، ایک خیال بنانے کے لیے ایک قسم کے رسائل کا پڑھنا ضروری ہے۔

(الازہار لذوات الخمار ۱۹۴۱ء صفحہ ۲۴۰)

خبریں

• بینظیر، راجیو مذاکرات کا پہلا دور مکمل ہو گیا۔ پاکستان اور بھارت کے درمیان تین معاہدوں پر دستخط ہونے کا امکان ہے۔

• وزیراعظم محترمہ بینظیر بھٹو نے سارک سربراہ کانفرنس میں تشریف لانے والے سربراہانِ مملکت میں سے کسی سے بھی ہاتھ نہیں ملایا اور ہر آنیوالے کا مسکرا کر سر جھکا کر استقبال کیا۔

• کراچی کلفٹن کے تفریحی مقام پر دھماکہ سے ایک شخص ہلاک اور چار زخمی ہو گئے۔

• بی بی سی نے بتایا ہے کہ وزیراعظم بینظیر بھٹو فوجی اخراجات میں کمی پر زور دیں گی

• زیادہ سے زیادہ لوگوں تک ٹی وی کی نشریات پہنچانے کیلئے فورٹ منرو کے مقام پر نیا ٹی وی بوسٹر لگایا جائے گا۔

• آسٹریلیا کی کرکٹ ٹیم کے کپتان ایلن بورڈر نے کہا ہے کہ حالیہ ٹیسٹ سیریز میں ان کی شکست کی وجہ ویسٹ انڈیز ٹیم کے باؤلروں کا خوف ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس سے کرکٹ کی حقیقی روح کو ختم کیا جا رہا ہے۔

• جنوبی بنگلہ دیش کے شہر چٹاگانگ میں کشتی الٹنے سے ایک سو سے زائد افراد لاپتہ ہو گئے۔ اس کشتی پر ۲۰۰ افراد سوار تھے۔

• سارک کانفرنس میں شرکت کرنیوالے غیر ملکی سربراہان کی بیگمات نے جب فیصل مسجد کا دورہ کیا اور انہیں مسجد کے مختلف مقامات کی سیر کرائی گئی۔ اس موقعہ پر یہ بات خاص طور پر دیکھنے میں آئی کہ کسی غیر ملکی مہمان خاتون نے فیصل مسجد کے سبزہ زار میں واقع صدر ضیاء کے مزار کا رُخ نہیں کیا۔

الفضل میں اشتہار دیکر اپنی تجارت کو فروغ دیں (مینیجر)

دنیا بھر کے احمدیوں اور سعید روحوں کو
سالِ نو۔ سالِ صد سالہ جشنِ تشکر
مبارک ہو
خدا کرے کہ ہر سحر آپ پر نئی جلوہ سامانیوں اور برکتوں کے ساتھ طلوع ہو اور اللہ تعالیٰ کے نور سے دنیا کا کونہ کونہ جگمگا اٹھے
منجانب
حکیم عبدالحمید اعوان ابن حکیم نظام جان
مشہور دواخانہ (رجسٹرڈ) گوجرانوالہ

خدا کرے نیا سال اللہ تعالیٰ کے نئے فضلوں اور برکتوں کی نوید لائے
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
پوسٹ بکس ۴۸ فون: ۶۳۴

نیا سال مبارک ہو
دعا ہے کہ
اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس سال ہمارے امام کو ہم سے ملا دے۔ آمین
کیوسٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی ربوہ رجسٹرڈ
فون: ۶۷۱، ۶۰۶، ۶۰۷

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ
نیا سال دنیا کے تمام احمدیوں کے لیے بے انتہا خوشیوں کی نوید لائے
منجانب: حکیم انوار احمد جان
دواخانہ حکیم نظام جان
چوک گھنٹہ گھر
پوسٹ بکس ۲۲۲ فون ۳۹۹۷
گوجرانوالہ